ہماری ترقیات خلافت سے وابستہ ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ اُنہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔وہ میری عبادت کریں گے۔میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔“

)ترجمہ از قرآن کریم اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

اے محبانِ خلافتِ احمدیہ! آج سے پندرہ صدیاں قبل حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خلافت کی خبر دی تھی، ہاں اُس خلافت کی جس نے اوّلین کو آخرین سے ملانا تھا اور جس نے یہ صدا بلند کرنا تھی: صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا۔ہم سب نے وہ آواز سنی، مہتابِ نبوت، بدرِ محمد ﷺ نے اعلان کر دیا کہ قدرتِ ثانیہ کا دیکھنا اِس لئے بھی ضروری ہے کہ تا خداتعالیٰ اِس کے ذریعہ دشمن کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر دے اور خوف کی حالت کو امن میں تبدیل کر دے جو میرے بعد آئے گی اور پھر اِس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔وہ نہیں آئے گی جب تک میں نہ جاؤں۔

خلافتِ احمدیہ کی عملی تصویر یعنی خلافتِ احمدیہ کی بنیاد 1908ء میں اُس وقت رکھی گئی جب شمع بجھ گئی، پروانے پراگندہ ہونے لگے، خوف کی کیفیت پیدا ہو گئی کہ اب کیا بنے گا؟ ایسے میں ایک صدا آئی کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدۂ دیرینہ کو پھر سے تازہ کیا اور نور الدین رضی اللہ عنہ کو قبائے خلافت پہنا کر مسندِ خلافت پر متمکن فرما دیا ہے تا تمام پروانوں کو یکجا کر کے خوف کی حالت کو امن میں تبدیل کرے اور ساتھ ہی دشمن کی جھوٹی خوشیوں کو بھی پامال کر کے دکھا دے۔ہاں متاعِ عزیز ایک بار پھر بچا لی گئی تا توحیدِ باری تعالیٰ اور قرآنِ کریم کی عظمت قائم رکھی

جاسکے۔جب یہ رہبر چلا تو اِس کی معیت میں بلکتے ہوئے لوگ ایسے چپ ہو گئے جیسے کسی بلکتے ہوئے بھوکے بچے کے منہ میں پستانِ مادِر دے دیا گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ کا نور جب اِس دنیا میں ظہور پذیر ہوتا ہے تو کسی نبی کے ذریعے ہی ظاہر کیا جاتا ہے۔اور خلافت ایک ایسا Reflector ہے جو نبوت کی روشنی کو چاروں طرف پھیلاتا ہے اور پروانوں کو اپنے گرد جمع رکھتا اور پراگندہ نہیں ہونے دیتا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آج خدا کے فضل سے اِس دنیا میں خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ قائم ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جب تم ضلالت و گمراہی کا دور دیکھو تو اس جماعت کے ساتھ لگ جانا جس کا کوئی امام ہو۔آج اِس رُوئے زمین پر اگر کچھ پروانے ایک شمع کے گرد جمع دکھائی دیتے ہیں تو وہ شمع خلافت احمدیہ ہے۔آج اگر کوئی جماعت ایک امام کے ساتھ ہے یا کسی جماعت کا ایک امام اور مولیٰ ہے تو صرف جماعت احمدیہ کا ہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام وفات پا گئے اور مومن پروانوں کی طرح پراگندہ ہونے لگے، تو اِس نورِ الٰہی کی حفاظت کیلئے نور الدین رضی اللہ عنہ کو کھڑا کیا گیا۔گویا:نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کی کیفیت پیدا کر دی گئی جو نورالدین پر نورِ خلافت اُتارا گیا اور صدیقی سنت کی یاد تازہ کی گئی۔وہ شاخیں اور پتے جو سوکھ چکے تھے اس طاقتور مالی نے سرسبز درخت سے کاٹ پھینکے تاکہ اس درخت کا وجود داغدار نہ ہونے پائے۔اور یہ درخت پھلتا پھولتا اور ترقی کرتا رہے۔جب حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ نے اِس دنیا کو سوگوار چھوڑا تو سیدنا محمود رضی اللہ عنہ اس عزم کو لے کر اُٹھے کہ :

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار

رُوئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

پھر جو بھی خلافت اور جماعت کی ترقی کی راہ میں دشمنی کی غرض سے آیا خس و خاشاک کی طرح بہ گیا۔وہ 1934ء کا احراری فتنہ ہو یا 1953ء کا طوفانِ بد تمیزی، ایسے کافور ہو گئے گویا تھے ہی نہیں۔اور دینِ مصطفیٰ ﷺ کو وہ تمکنت اور ترقی ملی کہ نارِ بولہبی کو منہ چھپانے کو جگہ نہ ملی۔

پھر سیدنا محمود رضی اللہ عنہ نے چاند چہرہ چھپایا تو حافظِ قرآن نے آواز دی کہ:

کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

پھر اِسی مہ لقا کے نور کی بدولت جہالت کی ظلمت 1974ء میں بھی چھٹ گئی اور پھر جب حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے آنکھ بند کی تو یکایک ایک آوازہ بلند ہوا کہ:

ثاقبؔ یہ کرم بھی کیا کم ہے، ناصرؔ جو لیا طاہرؔ بخشا

ورنہ دیوانے مر جاتے سر ٹکرا کے دیواروں سے

اور طاہرؔ کے سنگ سنگ یہ قافلہ پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ رَواں ہوا۔یہ وہ رِی فلیکٹر (Reflector) ثابت ہوا جس نے دنیا کے کونے کونے میں نورِ الٰہی کو پہنچا کر دم لیا اور تیز گام آگے بڑھتا ہی گیا۔1984ء کا بہیمانہ آرڈیننس ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکا تو کیوں؟ اسی لئے کہ اے خدا!

جب تیرا نور آیا جاتا رہا اندھیرا

اور پھر اِسی خلافت کی برکت سے ہمیں ایم ٹی اے نصیب ہوا اور ایم ٹی اے کی بدولت جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام کی اشاعت کئی چند ہو گئی۔اور جب حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اِس دنیا سے رخصت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یو ں تسلی سے نوازا:

اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ

یہی سب سے بڑی اہمیت ہے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ میں خلافت کی، اِس دور میں کہ جس کی نیابت میں چلنے والا دنیاوی خوف کے احساس سے بالا تر ہو جاتا ہے اور خدا کی راہ میں کسی مشکل کی کوئی پروا نہیں کرتا اور ایک ہاتھ پر جمع ہونے والے تمام لوگ اُسی دل کے ساتھ نبض کی طرح چلتے ہیں۔ہاتھ کے ایک اشارہ سے بیٹھنے اور ایک اشارے سے کھڑا ہونے والوں میں گورے بھی ہیں اور کالے بھی، عجمی بھی ہیں اور عربی بھی، بس ان میں اگر کوئی قدرِ مشترک ہے تو وہ ہے خلافت سے دلی وابستگی اور جذبۂ اطاعت۔اور یہی ترقی کا راز کا۔

آج کے دور کی سب سے بڑی اور اہم ضرورت قیامِ امن ہے۔دنیا کی خشکی اور تری دونوں فساد سے بھر گئے ہیں، افراتفری کا یہ عالم ہے کہ مہذب کہلانے والے تہذیب و تمدن سے عاری ہو چکے ہیں، انسانیت کی تذلیل ہو رہی ہے، بلاوجہ ایک دوسرے پر جنگیں‌مسلط کی جا رہی ہیں اور بے گناہ انسانوں کا خون بہایا جا رہا ہے، دوسری طرف دیکھیں تو اَخبار اور میڈیا گندگی اور غلاظت کے ڈھیر نظر آتے ہیں۔اِن سب کی صفائی کیلئے ضروری ہے کہ الٰہی نظام نافذ کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر نہیں نافذ ہو سکتا۔پس آج تقدیر الٰہی اِس خلافت احمدیہ حقہ اسلامیہ کی شکل میں جلوہ گر ہے اور اِس کے ساتھ کامل وابستگی سے ہی ہمارا خوف امن میں تبدیل ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا، دین کو تمکنت اور خلافت کو اِستحکام ملے گا، ہماری پراگندگی نظم و ضبط میں بدلتی رہی ہے اور بدلتی رہے گی، ہمارے اندر کااِنتشار اور بیرونی افراتفری ختم ہو کرہماری نجات اورآئندہ دین ودنیامیں‌ترقی کے سامان ہو سکیں گے۔پس خلافت کی برکت سے جاری ہونے والے جماعتی اخبارات اور رسائل نیز ایم ٹی اے میڈیا میں نیک انقلاب پیدا کر رہے ہیں اور یہ سب خلافت کی برکت سے ظہور پذیر ہو رہا ہے۔

اِستقامت دین، اِشاعت دین، اَمن کا قیام ، خوف و حزن سے نجات، زکوٰۃ کا انتظام و انصرام، محبت و اُلفت کی تصویر اور نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے اسلامی معاشرے کا قیام،ہرقسم کی ترقی اوربقا۔نیز عدل و انصاف! غرضیکہ کس کس بات کا ذکر کیا جائے؟کہ یہ خدائی نظام ہمیں‌کس طرح زندگی کے ہرقدم پرترقی کی نوید سناتااور پھر ان وعدوں وفاکرتاہوا نظر آتا ہے۔اس بات کو سمجھناشاید مشکل ہوتااگران حقائق کاہم نے خود ہرآن نظارہ نہ دیکھاہوتا۔

ہم میں سے ہر ایک، کیا بچہ اور کیا بڑا، کیا عورت اور کیا مرد، اِس ترقی کا گواہ ہے کہ جو برکات، خلافت کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو نصیب ہوئیاور جس سے دوسرے یکسر محروم ہیں:

مبارک وہ حقیقت جان لی جس نے خلافت کی

مبارک وہ قیادت مان لی جس نے خلافت کی

مبارک وہ جو پیوستہ خلافت کے شجر سے ہے

کہ وہ محفوظ ہر خوف و خطر، ہر فتنہ گر سے ہے

اتفاق، وحدت اور یگانگت کی جو فضا ہمیں خلافت کے زیرِ سایہ ملی دنیا اُس سے ناواقف اور بے خبر ہے اور آج جانثاروں کی یہ جماعت صرف اور صرف خلافت کی برکت کی وجہ سے ہی قائم و دائم ہے جو اپنے امام اور آقا کی ہر آواز پر سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کے سوا کچھ بھی کہنا نہیں جانتی اور دینِ محمدی کی جس خدمت کیلئے اِسے بلاتا ہے وہ لبیک یا سیدی لبیک کہتے ہوئے اپنی جانیں اور اَموال لے کر حاضر ہو جاتی ہے۔وہ اُس کے ہاتھ کے ایک اِشارے پر اُٹھنا اور ایک اِشارے پر بیٹھنا جانتی ہے اِسی لئے اپنی ہیئت مجموعی میں کثرت تعداد کے باوجود ایک فردِ واحد کی طرح زندہ ہے، جس کی جان خلافت راشدہ میں ہے اور خلیفۂ راشد اِس کے لئیبہ منزلہ دل کے ہے، یہ دل قالب تو بدلتا ہے لیکن مرتا کبھی نہیں، اِس دل کے نام تو بدلتے ہیں کام نہیں، یہ کبھی نورالدین کے لباس میں ظاہر ہوتا ہے تو کبھی محمود کا لبادہ اوڑھے دلوں کی تسلی کے سامان کرتا دکھائی دیتا ہے، کبھی ناصرِ دین بن کر کھڑا ہوتا ہے اور کبھی طاہر و مطہر بن کر غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قومی زندگی کے سینے میں دھڑکتا ہے اور کبھی مسرور بن بن کر دُکھی دلوں پر محبت اور دِلاسے کا مرہم رکھتا ہے اور خدا کرے کہ یہ دل قیامت تک اسی طرح دھڑکتا رہے اور اِس پر کبھی موت نہ آئے:

نورؔ و محمودؔ و ناصرؔ و طاہرؔ

عشق مسرورؔ ہے جو نام ہوا

پس اے درختِ احمدیت کی سر سبز شاخو! تم اِس شمعِ نور کے رکھوالے بنے رہو کیونکہ جب تک تم اِس شمعِ ہدایت و نور کے ساتھ وابستہ رہو گے خدا تمہیں ترقی پر ترقی اور تمکنت پر تمکنت دیتا چلا جائے گا اور تمہیں کوئی خوف اور کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔